UNIVERSAL LIBRARY

OU_226646

UNIVERSAL LIBRARY

اخلاق ظہیری

مع رسالۂ

فخر الاحسان

مولفہ

جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب منصف ناندیڑ و قندھار

شمس الاسلام پریس میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخلاق ظہیری

اللہ تعالیٰ سب بادشاہوں میں بڑا بادشاہ اور سب امیروں میں بڑا امیر ہے۔ سب اوس کی مخلوق وہ سب کا خالق ہے اور سب سے بڑی اور زبردست اوسی کی حکومت ہے ایک منٹ میں دنیا پیدا کرسکتا ہے اور ایک منٹ میں اوس کو فنا کردیسکتا ہے۔ امساک بارش سے قحط ڈال دیتا ہے اور کثرت بارش سے طوفان قایم کردیتا ہے۔ امیر کو فقیر اور فقیر کو امیر بنادیتا ہے۔ غرور کو ناپسند اور اخلاق کو پسند کرتا ہی

بے علم شخص اوس کو نہیں پہچان سکتا ہے۔ اور علم اوسکی معرفت کا راستہ ہے۔ اور صلوٰۃ و سلام نازل ہو ہمارے سرکار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی ہدایتوں سے ہم راہ راست پر آئے۔ اگرچہ ہمارے سرکار بھی خدا کے بندے تھے لیکن سب امیروں اور بادشاہوں کے صدر الصدور تھے اور خدا کی مخلوق میں آپ کا سب سے بڑا درجہ تھا۔ آپ ہی کی وجہ سے مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک اسلام پھیل گیا۔ خدا اور رسول کے بعد اپنے ملک کے بادشاہ کا رتبہ ہے اور اوس کی اطاعت واجب ہے۔ پھر اپنے ماں باپ کا ادب کرنا اور اُنکے کہنے پر چلنا فرض ہے۔ بڑوں کا ادب کرنا اور چھوٹوں سے محبت رکھنا بڑا ثواب ہے اپنے علاقہ کے ملازمین سے شفقت اور مہربانی کا برتاؤ کرنا نیک نامی کا باعث ہے۔ علم پڑھنے میں محنت اور کوشش لازم ہے

چھوٹے بڑے ۔ امیر۔ غریب سب کے مقابلہ میں انصاف ملحوظ رکھنا اور خدا سے ڈرنا چاہئے ۔ دنیا میں بادشاہوں امیروں کو اپنے ملک یا اپنے علاقہ کے حالات کچھ نہ کچھ معلوم ہوتے رہتے ہیں مگر اکثر خبریں تو پہونچ ہی نہیں سکتیں اور کچھ پہونچتی بھی ہیں تو جھوٹ سچ دونوں شامل ۔ خدا کے پاس کا حال تو یہ ہے کہ ساری دنیا کی اچھی بُری باتوں کی فوراً اوس کو اطلاع ہو جاتی ہے کوئی بات اوس سے پوشیدہ نہیں رہتی ۔ بلکہ دل میں جو کچھ خیال آتا ہے اوسکا بھی خدا کو علم ہو جاتا ہے اس لئے خدا سے ڈرنا اور اوس کو ہمیشہ حاضر ناظر جاننا چاہئے ۔

ف سب رسوم اور تقاریب میں بسم اللہ کی رسم سب سے اچھی اور پسندیدہ ہے کیونکہ یہ علم کا پہلا زینہ ہے اسی طرح ہدیہ کی رسم بھی پسندیدہ ہے ۔ یعنے جب قرآن شریف ختم ہوتا ہے تو ہدیہ کیا جاتا ہے ۔

در اصل ہدیہ اس بات کی مسرت کا جلسہ ہے کہ قرآن جیسی عظیم الشان کتاب کو لڑکے نے ختم کر دیا۔

ہم آپ کو لایق لڑکوں کے حالات سنانا چاہتے ہیں عظمت کے دو لڑکے تھے قدرت و شوکت۔ شوکت نے چوتھے سال میں الحمد کا پارہ ختم کر لیا اور کچھ مضامین اوس کو زبانی یاد دلادیئے گئے تھے۔ جب شوکت چار سال چار مہینے چار دن کا ہوا تو اوس کے باپ عظمت نے گھر کو بہت آراستہ کیا اور برادری کے لوگوں اور احباب کو مدعو کیا اور پرتکلف دعوت دی مکان کے بہت بڑے صحن میں شام کے چھ بجے تمام لوگ جمع ہوے اور جب سب لوگ جمع ہو گئے اوس مجمع کے وسط میں ایک تخت رکھا گیا اوس پر مسند بچھائی گئی شوکت کو عمدہ لیکن سادھا سیدھا لباس اور پھول کے ہار پہنائے گئے شوکت کو اوس کے باپ نے حکم دیا کہ وہ کھڑا ہو کر الحمد اور اقرأ پڑھکر سنا دے شوکت

نہایت خوشی سے کھڑا ہوا حاضرین نے بجائے چیرز یا تالی بجا لانے کے سبحان اللہ ماشاء اللہ کا شور مچایا شوکت مسکرانے لگا اور پھر صاف آواز سے اعوذ اور بسم اللہ پڑھنے کے بعد الحمد پڑھا لوگوں نے مارے خوشی کے زور زور سے سبحان اللہ کہنا شروع کیا۔ شوکت نے سب کی طرف مخاطب ہو کر سلام کیا اور پھر اقرء کا سورہ مالم یعلم تک پڑھا۔ لوگوں کی خوشی کی کوئی حد نہیں رہی مارے جوش کے سبھوں نے چشم بد دور ماشاء اللہ کہنا شروع کیا۔ شوکت نے ذرا ٹھہر کر سب کو سلام کیا اور پھر کہنا شروع کیا۔ اللہ ایک ہے بڑی قوت والا حاکم ہے اوس کی حکومت لازوال ہے اللہ خالق ہے ہم سب مخلوق ہیں ہمارے سرکار حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رہنما اور ہادی برحق اور خدا کے خاص بندے ہیں خدا اور رسول کا حکم یہ ہے کہ ہم اپنے ماں باپ کا ادب کریں

اور اون سے محبت رکھیں اور اون کے حکم پر چلیں
اس تقریر کے ختم ہونے پر عظمت کے حکم سے چار خوان
لائے گئے دو میں بادام ایک میں مصری ایک مین
کھجور تھی عظمت نے شوکت پر سے ان کو نثار کئے
لوگوں نے خوب لوٹا ہر ایک شخص لڑکے کے پاس آتا
اور دعا دیتا اور تعریف کرتا تھا۔ اسکے بعد مغرب کا
وقت ہوا جماعت کثیر سے نماز ادا ہوئی۔ نماز سے فارغ
ہونے پر عظمت نے اپنے دوسرے لڑکے قدرت کو
بلایا جس کی عمر سات سال کی تھی اور جس کا قرآن ختم
ہو چکا تھا اوس کو بھی پھول پہنائے اوس نے بھی قرأت
کے ساتھ پانچ سورے پڑھے لوگوں نے قدرت کا امتحان
لیا اور قرآن شریف کے مختلف مقامات سے چند آیات
پڑھائے قدرت کو چونکہ قرآن شریف خوب یاد تھا
اس لئے وہ کہیں بھی نہیں بھولا یاد سے سنا دیا لوگ
خوش ہوئے اور دعا دیئے اسکے بعد قدرت نے کھڑا

ہوکر حمایت نامہ زبانی سنا دیا۔ اور ایسا سنایا کہ دور و نزدیک کے لوگوں نے یکساں سنا پھر عظمت نے قدرت پر سے سونے چاندی کے پھول نثار کئے اور غربا کے گیارہ لڑکوں کو دو دو روپیہ دئیے اور حمایت نامہ و عبرت السائلین کی ایک ایک جلد عطا کی اور پھر سب کے ساتھ عمدہ اور لذیذ بریانی اون کو کھلائی۔ جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو عظمت نے سارے مجمع کو لئے ہوئے برقی روشنی کے ساتھ قدرت و شوکت کو گھوڑوں پر سوار کر کے اپنے خسر یعنے بچوں کے ضعیف نانا کے ہاں گیا نانا نے ایک کو سونے کی گھڑی ایک کو سونے کا نیکلس دیا اور دعا کے بعد دونوں لڑکوں کو رخصت کیا دونوں بھائی اوسی شان اور تکلف سے شب کے گیارہ بجے واپس ہوئے اور بعد نماز عشا سو گئے اوسی صبح کو عظمت نے ان تقاریب کے شکریہ میں مدرسۂ نظامیہ مدرسۂ آصفیہ مدرسہ مفید الانام اور

مدرسہ دیوبند کے نام پچاس پچاس روپیہ چندہ بھیجدیا۔

دوسری حکایت ایک شخص خوش نصیب خاں نامی کے دو لڑکے غلام اہل بیت خاں غلام پنجتن خاں تھے اور ایک لڑکی امۃ الحسین تھی۔ خوش نصیب خاں اگرچہ معمولی نوشت وخواند جانتا تھا اور اوسکی ماہانہ آمدنی ایک سو روپیہ سے زیادہ نہ تھی مگر وہ تعلیم کا بڑا دلدادہ تھا اور تعلیم سے اوسکو بڑی دلچسپی تھی اپنی آمدنی سے ربع آمدنی بچوں کی تعلیم میں صرف کرتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غلام اہل بیت خاں نے اٹھارہ سال کی عمر میں مولوی فاضل کے امتحان میں پاس ہوگیا اس کے بعد اوس کے باپ نے انگریزی شروع کرائی چونکہ عربی قواعد سے وہ واقف تھا اسلئے چوتھے سال یعنے بائیس سال کی عمر میں ایف۔ اے۔ پاس ہوگیا غلام پنجتن خاں چونکہ پہلے ہی سے ڈاکٹری میں زیر تعلیم تھا اس لئے بیس سال کی عمر میں وہ ڈاکٹری

میں کامیاب ہوگیا اب خوش نصیب خاں اگرچہ لڑکوں
کی تعلیم سے بے فکر ہوگیا لیکن اوس کو لڑکی کی شادی
کی فکر تھی خوش نصیب کی بیوی بہت اونچے خیالات
کی تھی وہ چاہتی تھی کہ اپنی لڑکی کی شادی کسی مالدار
اور نامور گھرانے کے کسی ممبر سے ہو مگر خوش نصیب خاں
اس کا مخالف تھا وہ چاہتا تھا کہ لڑکی کے لئے کوئی
ایسا شوہر تجویز کیا جائے جو نیک رویہ اور خوش خلق
اور تعلیم یافتہ ہو چنانچہ بہت تلاش کے بعد اوس کو
سعادت یار خاں خلف نیک بخت یار خاں ملا اگرچہ
سعادت یار خاں کی تنخواہ صرف ۵ہ تھی مگر مختلف
امتحانات میں کامیاب ہونیکے علاوہ بیحد خوش رویہ
اور اپنے بزرگوں کا فرماں بردار تھا۔ اس لئے
خوش نصیب خاں نے کمی تنخواہ کا کچھ بھی لحاظ نہیں کیا
امۃ الحسین کا نکاح سعادت یار خاں سے ۲۶ رمضان
کو شب قدر میں نہایت سادگی سے کر دیا خدا کی قدرت دیکھئے

کہ عقد کے دوسرے ہفتہ میں سعادت یار خاں کی پچاس
کی ترقی ہوکر سو روپیہ تنخواہ قرار پائی۔ مہر کے قرارداد
میں بھی کوئی افراط تفریط یا کوئی نزاع برپا نہیں ہوئی
خوش نصیب خاں نے ۱۱ ﷲ زرمہر قرار دئیے
سعادت یار خاں نے بلا عذر تسلیم کر لیا۔ طرفین کے
بعض لوگوں نے کسبیوں کے ناچ اور گانے کے جلسہ کا
انعقاد کرنا چاہا لیکن خوش نصیب خاں اور سعادت یار خاں
دونوں نے ناپسند کیا اور کہا کہ شرفا میں یہ طریقہ ہرگز مناسب
نہیں ہے۔ مذہبًا ممنوع ہونے کے علاوہ اخلاقی طور پر بھی
کسبیوں کا گانا اور ناچ بدنما اور مذموم ہے خوش نصیب خاں
نے یہ بھی کہا کہ ناچ اور رنڈیوں کا گانا درحقیقت اخلاق
کو بگاڑنے والی اور بدچلن بنانے والی چیز ہے اور
نہایت شرم کا مقام ہے کہ ایک ہی عورت کو حاکم محکوم
باپ بیٹے سسرے داماد تکتے اور گھورتے رہیں ایک ہی
عورت سے دونوں تلذذ عینی حاصل کریں غرض اس تقریر

کا اثر حاضرین پر بہت اچھا پڑا سب نے معاہدہ کرلیا
کہ آیندہ سے وہ کسبیوں کے ناچ اور گانے کا جلسہ نکیا
کریں گے - چنانچہ یہ معاہدہ ضبط تحریر میں بھی آگیا
سعادت یار خاں کا ایک بھائی لیاقت یار خاں تھا
اگرچہ اوس کی عمر بارہ[12] سال سے زیادہ نہ تھی مگر یہ بھی
بہت لایق تھا اس عمر میں منشی اور مڈل کا امتحان پاس
کرچکا تھا - بندوق کا نشان اچھا لگاتا تھا گھوڑے کی
سواری میں بھی مشاق تھا اس کے حالات سے سب
واقف تھے نواب فراست علی خاں بہادر کی کوئی اولاد
نہ تھی اس لئے نواب صاحب نے لیاقت یار خاں کو
اپنی آغوش میں لیا اور اوس کے میاٹرک پاس ہونیکے
بعد بیرسٹری کے امتحان کے لئے ولایت بھیجدیا -
غرور اور تکبر بہت بُرا مرض اور سنگین جرم ہے یہ ظاہر ہے
کہ شیطان نے خدا کا کسی کو شریک نہیں بنایا نہ اوس نے
بغاوت کی نہ کسی اور جرم کا مرتکب ہوا بلکہ صرف اوس نے

براہ غرور آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ مجھ پر آدم علیہ السلام کو فضیلت ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور خدا سے عرض کیا کہ مجھ کو تو نے آگ سے بنایا اور آدم کو خاک سے۔ پس اس مغرورانہ جواب پر خدائے تعالیٰ کا عتاب نازل ہوا شیطان نکال دیا گیا اور اوس کا عہدہ چھین لیا گیا اور ہمیشہ کے لئے وہ مردود و ملعون ہو گیا ہے۔ تکبر ہی فرعون کو تباہ کیا عاجزی انکساری ہی سے اولیاء اللہ کو اعلیٰ مدارج سرفراز ہوئے سرکار کا ارشاد ہے کہ بہشت میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ایک ذرہ بھر تکبر و غرور ہوگا لوگوں کے دریافت پر سرکار نے فرمایا تکبر و غرور یہ ہے کہ حق بات کو باطل کرے لوگوں کو ذلیل اور حقیر جانے اور اپنے کو بڑا سمجھے۔ الغرض علاً اسلام ہی نے غرور کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ دیا نماز میں اعلیٰ ادنیٰ ایک ہی صف میں پہلو بہ پہلو کھڑے ہوتے ہیں روے زمین کے بادشاہ کے ساتھ

ایک ادنی شخص بحالت نماز ایک ہی صف میں کھڑا رہ
سکتا ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے معمولی کام
کاج کرنے میں مضایقہ نہیں فرماتے تھے اور آپ لوگوں
کے مجمع میں اس طرح تشریف رکھا کرتے تھے جس سے
نئے شخص کو آپ کے پہچاننے میں دشواری ہوتی تھی
یعنے آپ کسی صدر مقام پر بیٹھا نہیں کرتے تھے جو لوگ امتیاز
کر سکیں۔ خاتون جنت چکی کے پیسنے میں دریغ نہیں
کرتی تھیں ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمانہ خلافت
میں مشک اوٹھائے ہوئے چلے جا رہے تھے لوگوں
نے کہا کہ امیر المومنین یہ کیا ہے تو آپ نے جواب دیا
کہ میرے نفس نے غرور کیا تھا اس لئے اوس کو ذلیل
کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے ملک دکن میں مالدار اور
متمول اشخاص میں غرور کا مادہ بہت تھا اپنے سے
کم درجہ کے لوگوں کو ذلیل اور خوار سمجھتے تھے لیکن
حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ نے اس مرض کو اپنے

ملک سے دفع کیا معمولی اور کم درجہ کے لوگوں کے ساتھ
بھی بیٹھنے میں حضرت غفراں مکاں نے عار نہیں کیا۔
مجالس وعظ اور محفل عزا میں عام لوگوں کے ساتھ آپ
تشریف فرما رہے خاص فرش اوٹھوا دیا علماء، فضلاء،
مشایخین سے نہایت ادب واحترام سے ملاقات فرماتے
تھے۔ ہمارے اعلیٰ حضرت قدر قدرت نے تو عملی طور پر
ثبوت دیا اور مسلمانوں کے طبقہ میں عام مقبولیت پیدا
کی چنانچہ اکثر جمعہ کے دن مکہ مسجد میں نہایت سادگی
سے نماز کے لئے تشریف لاتے اور سب مسلمانوں کے
ساتھ جماعت کثیر سے نماز ادا فرمایا کرتے ہیں۔
نواب سر آسمانجاہ بہادر اعلیٰ اللہ مقامہ اپنے آبائی طریقہ
پر ربیعین شریفین میں عام طور پر علماء، فضلاء، مشایخین اور
خانگی ملازمین کی پر تکلف دعوت دیکر اپنے دعوتیوں کا
خود ہاتھ دھولایا کرتے تھے یہ تواضع وانکساری درحقیقت
ایک یادگار رہے نواب ممدوح کی منکسر المزاجی اور نیک

پالیسی کی ہی وجہ ہے کہ عموماً ہندوستان اور خصوصاً
حیدرآباد میں مقبولیت کا درجہ آپ کو حاصل تھا اور ہر
شخص دل سے آپ کا گردیدہ تھا۔
حیدرآباد میں جب سرکاری مدارس نہ تھے اوسوقت
علما و فضلا، اپنے مکان ہی پر لوگوں کو سبق دیا کرتے
تھے اور اون کے گھروں پر طالب علموں کا ایک مجمع عظیم رہتا تھا
غربا کے لئے کوئی انتظام نہ تھا نواب فخرالدینخاں بہادر
شمس الامرائے ثانی نے اس کی ضرورت محسوس فرماکر
ایک مدرسہ اپنی دیوڑھی میں ۱۲۵۸ھ میں قایم فرمایا اور
سرسالار جنگ اعظم نے سرکاری طور پر مدرسہ دارالعلوم
قایم کیا اور پھر بتدریج مدارس کے قیام میں اضافہ ہوتا گیا
اور اب تو کثرت سے مدارس ہیں لاکھوں روپیہ کا
صرفہ ہے اسکے علاوہ چندہ کے بہت سے مدارس ہیں
بعض کو سرکار سے مدد ملتی ہے بلدہ میں مدرسہ نظامیہ
مدرسہ آصفیہ۔ مدرسہ مفید الانام۔ مدرسہ باب العلوم۔

مدرسہ نام پلی موجود ہیں گلبرگہ میں وٹھل راؤ کا مدرسہ
ورنگل میں حاجی صاحب کا مدرسہ نتایج کے اعتبار سے
بہت اچھا ہے بہر حال یہ ایسا مبارک اور روشن زمانہ
ہے کہ علوم کے حاصل کرنے میں بڑی سہولت ہے اگر
اس زمانہ میں کوئی شخص برکات علوم سے محروم رہے
تو اوس کے برابر کوئی بدقسمت نہیں سمجھا جا سکتا۔ نوبت
یہاں تک پہونچ گئی ہے کہ مسٹر کیشو راؤ صاحب وکیل
اور مسٹر رنگ راؤ صاحب کورٹ انسپکٹر کی سرپرستی
اور کوشش سے نانڈیڑ میں دھیڑوں کے لئے بھی ایک
مدرسہ کھولا گیا ہے جن میں دھیڑوں کے لڑکے تعلیم
پاتے ہیں اس سے اون کی غرض یہ ہے کہ دھیڑ لوگ
بھی شائستگی پیدا کریں اور معمولی نوشت و خواند سے
واقف رہیں اور ان لوگوں کو دیکھ کر شرفا کے لڑکے
علم سے دلچسپی لیں۔
ایک زمانہ تھا کہ علم کا حاصل کرنا علما ہی کے خاندانی ارکان

سے مخصوص سمجھا گیا تھا مگر اب زمانہ کا رنگ ایسا بدل گیا
کہ ہر چپراسی اور ماما کی یہ خواہش ہو گئی ہے کہ اونکے
لڑکے زیور علوم سے آراستہ و پیراستہ ہوں - چنانچہ
اکثر دفاتر میں دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص جو قلیل المواجب
اہلکاروں میں شامل ہے اوس کا لڑکا اوسی دفتر یا
کسی دفتر کے بڑی تنخواہ یاب عہدہ داروں میں شامل ہے -
ایک بادشاہ نے اپنے فرزند کو تعلیم کی غرض
سے ایک لایق اوستاد کے تفویض کیا اوستاد شہزادہ
کو بہت مارتا اور جھڑکتا تھا شاہزادہ نے عاجز ہوکر
باپ سے شکایت کی اور قمیص ہٹا کر اوس نے پیٹھ
بتلائی کہ اوستاد کے ماروں سے پیٹھ چھلنی ہو گئی
بادشاہ کا دل بھر آیا اور نہایت غصہ سے اوستاد کو
بلوایا اور کہا کہ دوسرے لڑکوں کے ساتھ اتنی بیدردی
اور سختی نہیں ہے میرے لڑکے کے ساتھ اسقدر سختی
کیوں کی جاتی ہے اوستاد نے عرض کیا کہ سنجیدہ بات

کہنا اور پسندیدہ کام کرنا علی العموم سب لوگوں پر اور خصوصاً بادشاہوں پر لازم ہے اس لئے کہ بادشاہوں کے قول وفعل کی تشہیر ہوتی اور ملکوں میں اس کا چرچا ہوتا ہے بخلاف اس کے عام لوگوں کے قول وفعل کے چرچے نہیں ہوتے اگر سو عیوب ایک غریب میں ہوں تو اوس سے بہت کم لوگ واقف ہوتے ہیں بخلاف اسکے ایک عیب بادشاہ میں ہو تو ایک ملک سے دوسرے ملک میں فوراً خبر ہو جاتی ہے اس لئے عام لڑکوں کے بہ نسبت شاہزادہ کی تہذیب اخلاق کا زیادہ لحاظ رکھنا چاہیئے اگر بچپن میں اوس کی اصلاح نہ ہو تو آیندہ اصلاح کی ہرگز توقع نہیں ہو سکتی بادشاہ اس تدبیر اور جواب سے خوش ہوا اوستاد کو خلعت اور نعمت عطا کی۔

ایک بادشاہ نے اپنے لڑکے کو مدرسہ میں بھیجا اور اوسکو خالص چاندی کی ایک تقطیع ولادی جس پر سنہری حروف

سے لکھا ہوا تھا کہ باپ کی محبت سے اوستاد کی سختی بہتر ہے
مصر میں دو امیرزادے تھے ایک کا نام عاقل دوسرے کا
نام کامل۔ عاقل نے علم سیکھا اور علامہ ہو گیا۔ کامل نے
مال جمع کیا اور آخر کار بادشاہ مصر ہو گیا کامل نے بادشاہت
کے گھمنڈ میں اپنے بھائی عاقل کو حقارت کی نظر سے دیکھا
اور کہا کہ میں تو بادشاہ ہو گیا اور میرا بھائی مفلس ہی رہا
عاقل نے جواب دیا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں تم سے ہر طرح
اچھا ہوں اور مجھ کو تم پر ترجیح ہے میں نے پیغمبروں کی
میراث (یعنے علم) پائی اور تم کو فرعون وہامان کی میراث
پہونچی یعنے ملک مصر۔ ہمارے خیال میں عاقل کا جواب
نہایت عاقلانہ تھا۔ شاہ ولایت کا ارشاد ہے لَنَا عِلْمٌ
وَلِلْجُهَّالِ مَالٌ یعنے ہمارے لئے علم ہے۔ اور جاہلوں
کے لئے مال ہے خرچ کرنے سے روپیہ کم ہوتا جاتا ہے
چنانچہ ہمارے تجربہ میں بہت سے مالدار اور متمول لوگ
مفلس اور محتاج ہوگے ہیں بخلاف اسکے علم پڑھانیسے

کم نہیں ہوتا بلکہ اوس کا پایہ مضبوط اور قوی ہوتا جاتا ہے
اور عالم کی ہر جگہ عزت ہوتی ہے۔

حکایت۔ خاندانی اور نامور گھرانے کا ایک امیر کلیم نامی تھا اوس کو اولاد کی بڑی تمنا اور آرزو تھی خدا نے سب کچھ اوس کو دے رکھا تھا لیکن اولاد ہی نہ تھی آخر ایک مدت کے بعد خدا نے اولاد دی اولاد بھی کیسی خوبصورت خوش تقدیر لڑکا پیدا ہوا ماں باپ کی خوشی کی کوئی حد نہیں رہی بارگاہ الہی میں شکریہ کے سجدے ادا کئے گئے بزرگان دین کی نیاز ادا ہوئی تقاریب و رسوم بھی اعلے پیمانہ پر ہوئے اور حسین نام رکھا گیا جب حسین بولنے لگا تو اللہ کا نام اوسے یاد دلایا گیا اور پھر کلمہ توحید کا حفظ کرایا گیا اور بچپن ہی میں اوسکو بزرگوں کے آداب سکھلائے گئے اور پھر تعلیم کا سلسلہ جاری ہوا عربی کا ایک فاضل شخص اور انگریزی کا ایک لایق ماسٹر اور فارسی کا ایک ماہر شخص تعلیم کیلئے مقرر ہوا

صبح اور عصر کو گھوڑے کی سواری بھی سکھلائی جاتی تھی
اور جو کوئی شخص ملاقاتیوں سے آتا اور جس علم میں وہ
مہارت رکھتا تھا اوس سے لڑکے کا امتحان لوایا جاتا
کلیم اگرچہ خوش چلن نہ تھا لیکن بیٹے کی اصلاح اخلاق کے
خیال سے خود نیک چلن اور سخت محتاط ہو گیا تاکہ حسین
پر اپنے اخلاق کا اچھا اثر پڑے۔ الغرض باپ کے
غیر معمولی کوشش اور نگرانی سے پندرھویں سال عربی
و فارسی و انگریزی میں حسین نے ایک مناسب حد تک
لیاقت پیدا کر لی اور اس قدر نیک چلن ہو گیا کہ ہر طرف
صدائے آفریں بلند ہوئی ایسے نازک وقت میں حسین کا
باپ کلیم انتقال کیا اور حسین اپنے باپ کی جائداد کثیر کا
مالک و قابض ہو گیا زمانہ شباب کا ہوا اور ہاتھ میں
مال و دولت بھی ہو اور کوئی نگراں نہ ہو تو ظاہر ہے
کہ ایسی حالت میں وہی شخص نیک چلن رہ سکتا ہے
جس کو خدا نے نیک ہدایت عطا کی ہو ورنہ حقیقت میں

سخت امتحان کا موقع ہے۔ الغرض حسین نے اپنی روش نہیں بدلی باپ ہی کے مرتبہ نظام الاوقات کا پابند رہا ہر طرف حسین کی لیاقت اور خوش رویگی کے چرچے ہونے لگے بڑے بڑے امرا اور مالداروں کے ہاں سے نسبت آئی اور ہر شخص چاہتا تھا کہ ایسا لایق لڑکا اپنا داماد ہو لیکن حسین نے سب کو خشک جواب دیا اور اوسی لڑکی سے شادی کی جس سے خود کلیم نے اپنی حیات میں نسبت لگادی تھی۔ الحاصل شادی ہوئی اور خدا کے فضل سے چار سال میں دو لڑکے ایک لڑکی پیدا ہوئی اسکے بعد حسین نے سرکاری عہدہ حاصل کرنے کی غرض سے امتحان دیا اور کامیاب ہوا تھوڑے دنوں میں سرکار سے فصل خصومات کا جلیل القدر عہدہ اوسکو مل گیا

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے زمانہ صغرسنی میں طالب علمی کی غرض سے سفر اختیار فرمایا رخصت کے وقت آپ کی والدہ صاحبہ نے نصیحت

فرمائی تھی کہ جھوٹ ہرگز نہ بولنا اور اخراجات سفر کا روپیہ
آپ کے ہمراہ کر دیا آپ روانہ ہوئے راہ میں
چوروں نے آپ کو گھیرا اور پوچھا کہ آپ کے ساتھ
کیا کیا سامان ہے اگرچہ روپیہ آپ کے لباس میں
محفوظ اور سیا ہوا تھا لیکن تاہم آپ نے اونکو تبلادیا
چوروں کے سردار نے پوچھا کہ لوگ تو اپنا روپیہ پیسہ
چھپاتے ہیں آپ نے اپنے محفوظ روپیہ کو کیوں تبلادیا
آپ نے فرمایا کہ میری ماں نے مجھے نصیحت کی ہے
کہ جھوٹ نہ بولنا اس لئے میں نے تم سے سچ سچ کہدیا
چوروں کے سردار پر آپ کی خردسالی اور صداقت
کا گہرا اثر ہو گیا سب کے سب آپ کے مطیع و فرمانبردار
ہو گئے اور آپ کو حفاظت کے ساتھ اوس ملک میں
پہونچادیا جہاں آپ تشریف لیجانا چاہتے تھے۔

پھر ایک وہ زمانہ آیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر
جیلانی رضی اللہ عنہ تمام اولیاء اللہ کے سرتاج اور

سلطان الاولیا ہو گئے۔
نانڈیڑ میں ایک جلیل القدر امیر تشریف لائے تھے نواب صاحب کے تشریف رکھنے تک مقامی سب عہدہ دار حاضر رہا کرتے تھے ایک سرکاری عہدہ دار کا چھ سالہ لڑکا نواب کے سلام کے لئے حاضر ہوا نواب صاحب نے ازراہ شفقت لڑکے سے دریافت فرمایا کہ تمھارا نام کیا ہے اوس نے دست بستہ عرض کیا کہ فدوی کا نام محمد قطب الدین ہے فرمایا تم کون ہو لڑکے نے جواب دیا کہ مسلمان سنت جماعت حنفی مذہب قادری مشرب ہوں نواب صاحب نے فرمایا کہ مسلمان کس کو کہتے ہیں لڑکے نے جواب دیا کہ مسلمان اوس کو کہتے ہیں جو زبان سے کلمہ پڑھے دل سے یقین کرے نماز پڑھے روزہ رکھے حج کو جاوے زکوٰۃ ادا کرے نواب صاحب نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کہاں ہے لڑکے نے عرض کیا کہ خدا آسمان پر ہے زمین پر ہے ہمارے دل میں ہے۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْد نواب نے فرمایا کہ
کیا تم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے لڑکے نے جواب دیا
کہ ہم کو وہ آنکھ عنایت نہیں ہوئی۔ نواب صاحب
نہایت خوش ہوے اور شاباش فرمایا۔
ایک شخص نے ایک لڑکے سے پوچھا کہ تیز اور چمکدار
تلوار اچھی ہوتی ہے یا کند اور زنگ آلود تلوار۔ لڑکے
نے کہا کہ تیز اور چمکدار تلوار اچھی ہوتی ہے۔ منڈ کند
تلوار تو کسی کام کی نہیں اوس شخص نے کہا کہ بے علم
شخص اور عالم دونوں انسان ہیں لیکن عالم بمنزلہ
تیز اور چمکدار تلوار کے ہے اور بے علم لڑکا بہ منزلہ
منڈ تلوار کے ہے اس بات کے سننے سے لڑکا نہایت
محجوب ہوا اور محنت سے علم پڑھنے لگا چند سال
میں وہ اچھا خاصہ لایق بن گیا اور اپنے لڑکوں سے
یہ سب واقعات بیان کئے۔
بادشاہ اور امیر و فقیر سب خدا کے بندے اور آنسا نیت

ین مساوی ہیں لہذا جو مالدار و صاحب حکومت ہیں
اون کو خدا کا شکر گذار رہنا چاہیئے کہ اوس نے کثیر
اشخاص کے حقوق اوس سے متعلق فرمایا ہے ماتحتوں
کے قصورات کو معاف فرمادینا بڑا ثواب ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
ایک شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ ہم خدمتگاروں کے قصوروں
سے کتنے دفعہ درگذر کیا کریں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ و الہ وسلم خاموش رہے اس نے پھر اسی بات
کو دوھرایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پھر خاموش
رہے تیسرے دفعہ جب اُس نے دریافت کیا تو فرمایا
کہ ہر روز ستر دفعہ درگذر کیا کرو۔ ستر کا عدد کثرت
کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔

ابومسعود انصاری کہتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے غلام
کو ماررہا تھا پیچھے سے آواز آئی کہ ابومسعود خدا تجھ پہ

زیادہ قدرت رکھتا ہے میں نے جو منہ موڑ کر دیکھا
تو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں نے جلدی
سے عرض کیا یا رسول اللہ اس غلام کو میں نے خدا کی
خوشنودی حاصل کرنے کے لئے آزاد کردیا فرمایا اگر
ایسا نہ کرتا تو دوزخ کی آگ تجھے جھلس دیتی۔

روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اپنے سخت دلی کی شکایت کی سرکار نے
فرمایا کہ شفقت و مہربانی سے یتیم کے سر پہ ہاتھ پھیر اور
محتاج کو کھانا کھلا

روایت ہے کہ سرکار اپنے مرض وفات میں فرماتے تھے
کہ لوگو نماز کی پوری محافظت کرنا اور لونڈی
غلاموں کے حقوق کی رعایت کرتے اور ان کے ساتھ
ہمیشہ نرمی سے پیش آتے رہنا۔

ف خدائے تعالیٰ اور دنیوی سلاطین کے مطالبات
میں فرق یہ ہے کہ دنیا میں سرکار کو اس سے بحث نہیں ہے

کہ ٹکس دہندہ کے پاس فی الحقیقت روپیہ موجود بھی ہے یا نہیں بغیر ٹکس لئے سرکار چھوڑتی نہیں ہے بخلاف اس کے خدائے تعالیٰ نے زکوۃ اوسی پر فرض کیا ہے جس کے پاس مال و دولت موجود ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ جس کے پاس ایک ہزار روپیہ نقد یا اسی مالیت کی کوئی چیز طلائی و نقرئی موجود ہو تو اوسکو زکوۃ کے پچیس روپیہ دینا کچھ بھی بار نہو گا پس کیوں خدا کے حکم کی تعمیل نہیں کیجاتی یہ بات بھی نہیں ہے کہ اس قسم کا روپیہ خدائے تعالیٰ اپنے کسی خاص خزانہ میں داخل کرنے کا حکم دیتا ہے بلکہ اوسکا ارشاد تو یہ ہے کہ زکوۃ کا روپیہ اپنے ہی ہم جنس ہم قوم غربا، مفلس محتاج پر تقسیم کردیں زکوۃ دینے سے روپیہ کم نہیں ہوتا بلکہ خدا اوس کی حفاظت کرتا اور اوسمیں ترقی دیتا ہے۔ اگر مالدار و متمول اشخاص زکوۃ دیا کریں تو ملک کے محتاجوں اور مفلسوں کی تعداد

بہت گھٹ جائے گی ۔ خیرات خدا تعالی کی بہت پسندیدہ
چیز ہے ایک تخم کے بونے سے جس طرح جھاڑ او گتا ہے
اوسی مناسبت سے خیرات کرنے سے خدائے تعالی کے
ہاں اوسکا ثواب ہے خیرات کا چھپا کر یا علانیہ دینا دونوں
جائز اور باعث ثواب ہے لیکن لوگوں کے دکھلانے
کے لئے دینا کچھ ثواب نہیں ہے اسی طرح خیرات دینے
کے بعد احسان جتانا نہایت بری بات اور سفلہ پن ہے،
قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَا اَذًى
یعنے نرمی سے جواب دیدینا اور (سائل کے اصرار سے)
در گذر کرنا اُس خیرات سے بہت بہتر ہے جس کے (دیئے)
پیچھے (سائل کو کسی طرح کی) ایذا ہو۔
خیرات کے مستحق غریب اور مفلس ہی ہوتے ہیں لیکن اگر
کوئی شخص اپنے ہی قرابت کے غریب لوگوں کو خیرات
دیا کرے تو اوس کا دونا اجر ہے۔
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین کو صدقہ

دینے میں ایک حصہ اجر ملتا ہے اور قرابتدار کو دینے میں دونا اجر ملتا ہے ایک صدقہ کا ایک صلہ رحمی کا۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا۔ مسلمانو اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ آج کل اس کی سخت ضرورت ہے کہ اولاد کی تعلیم اعلیٰ پیمانے پر ہو اور ممکن سے ممکن اس کار اہم میں قوت اور ثروت صرف کیجائے اور دین دنیا کی عزت اور توقیر اسی میں سمجھی جائے کہ اولاد لایق ہو دین دنیا کا کام وہ کر سکے فقط

——— (❀) ———

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فخر الاحسان

ہمارے ملک کے لوگ قدیم سے شادی و تقریبات میں مراسم کے ایسے سخت پابند تھے کہ کسی رسم کے ترک ہو جانے کو باعث نحوست یا افلاس خیال کرتے تھے اور اس وجہ سے مراسم کی تکمیل ضروری بلکہ فرض جانتے تھے سو روپیہ تنخواہ پانے والا چار پانچ ہزار روپیہ خرچ کرنے میں کبھی دریغ نہیں کرتا تھا سودی قرض لے کر اور ہر قسم کی ذلت اٹھا کر روپیہ گھر لا کر مسرفانہ طور پر خرچ کرتا اور اسی میں اپنی عزت خیال کرتا تھا حیدرآباد

میں بہت سے مثالیں اسوقت ایسی موجود ہیں کہ اس
قسم کے مصارف کے لئے جو روپیہ قرض لیا گیا تھا
قرضہ لینے والا قرض ادا کرتا کرتا مرگیا اوسکے بعد
جایداد پر چونکہ اوس کا لڑکا قابض ہوا اس لئے لڑکا
قرض ادا کرتا رہا لیکن اوس کی عمر بھی دفا نہ کی وہ مرگیا
اب اوس کے لڑکے پر قرضہ کا بار پڑا اور ذمہ دار
گردانا گیا ان ہی بیہودہ مراسم اور خلاف ورزی
احکام شریعت کے سبب سے دادا کا قرضہ پوتا ادا
کرنے پر مجبور ہوگیا جاگیر کا محاصل اور منصب و یومیہ
سب عدالتوں کی ڈگریوں میں قرق ہوگیا شادی کیا ہے
گویا مجموعۂ افکار ہے - جب کسی شخص کے لڑکے سے
کسی لڑکی کی نسبت قرار پاتی تھی تو منگنی یا پاندان کی
رسم سے اوس تقریب کا سلسلہ آغاز ہوتا تھا جس میں
طرفین دل کھول کر روپیہ صرف کرکے پھول و پان
اور کشتیوں کی تقسیم اور ناچ و رنگ اور مہمان داری

سے ایک دوسرے پر فوقیت لیجانا چاہتے تھے پھر اسکے
سال دو سال کے بعد یا کم و زاید عرصہ میں ہلدی و منجہ
کی رسم قرار پاتی تھی قیمتی جوڑے اور تحایف ایک
دوسرے کے پاس بھیجتے اور تقریباً ایک ہفتہ کے بعد
سانچق کی رسم منعقد ہوتی تھی سانچق سے پہلے طرفین
میں توڑے تقسیم ہوتے یعنے دولہا دلہن والے
اپنے عزیز و اقارب دوست احباب میں توڑے
تقسیم کرتے متوسط الحال شخص کے ہاں جو توڑے
دو خوانی احباب میں تقسیم ہوتے ہیں وہ بطور مثال
یا نمونہ بیان کیا جاتا ہے۔

بریانی	مزعفر	نان تنوری	کباب	پوریاں
یک شار	دیڑھ پاؤ	یک جفت دیڑھ ثار	پاؤ شار	۵ عدد
سنبوسہ	فیرنی	سالن	چٹنی	+
۵ عدد	نیم شار	دو قسم	دو قسم	.

یہ جو بیان کیا گیا ہے وہ صرف ایک شخص کا حصہ اور

معمولی حیثیت کا ہے ذی استطاعت ارکان اور امرا
اس سے بہت زیادہ مالیت کے حصے تقسیم فرمایا کرتے
ہیں خاص دولھا و دلہن کا حصہ تو نہایت شاندار
اور بیس پچیس خوان سے کم کا نہیں ہوتا تھا غرض
توروں کے تقسیم کرنے پر پچاس روپیہ ماہانہ آمدنی والا
اور دو ہزار روپیہ پانے والا دونوں مجبور رہتے
سانچق میں دولہ کے جانب سے چار پانچ سو ٹھلیا
(جسمیں کھوپرا کھجور شکر وغیرہ رہتی ہے) جو گھڑوں پر
جما کرا در سر بند کرکے مع طلائی توڑے و طلائی نتھ معیت
قیمتی مروارید صادق اور اکلائی و پشواز مصالحہ دار وغیرہ
مع دو چار سو دعوتیوں کے بہمراہی تاشہ و مرفہ د نوبت
در وشن چوکھی اور نوجوان و حسین رنڈیوں اور سرکاری
نوج کے نہایت دھوم دھام سے دلہن کے گھر پر
لیجاتے اور رسم ادا ہونیکے بعد گھر واپس آتے
اوس کے دوسرے دن دلہن کے جانب سے بھی

اسی تزک و احتشام سے مہندی کی رسم دولہا کے گھر پر لیجاتے اور دولہا کو قیمتی تحایف سے مسرور کرتے پھر اسکے بعد دوسرے دن شب بھر لوگ جاگتے اور دولہا کو قیمتی لباس خلاف شرع پہنا کر کثیر احباب کے مجمع اور سرکاری فوج کے ساتھ شب کے تین بجے دلہن کے گھر لیجاتے اور راہ میں آتشبازی و بارود خوب دل کھول کر جلائی جاتی اور اسی جاہ و جلال سے دلہن کے گھر پہونچتے بعض خاندانوں کو اسکا فخر ہے کہ اون کے ہاں اسقدر بارود جلائی جاتی تھی کہ دو تین آدمی ضرور جل کر مرتے تھے - غرض دولہا کے آنے کی خبر سن کر دلہن کا بھائی گھر کا صدر دروازہ بند کر دیتا اور دولہا کو آنے سے روکتا طرفین سے چند دلچسپ اور ظرافت آمیز باتوں کے بعد منجانب دولہ برادر عروس سے کچھ سلوک کیا جاتا تو دروازہ کھول دیا جاتا دولہ مع احباب کے دلہن کے مکان میں

داخل ہوجاتا اور ناچ شروع ہوتا صبح ہونے پرقاضی جناب
تشریف لاتے اور نکاح باندھنے کے بعد رخصت
ہوتے پھر لوگوں کو عمدہ اور لذیذ غذائیں کھلاکر مسرت
حاصل کی جاتی چار بجے کے بعد دولہ زنانہ مکان میں
داخل ہوتا اور جلوہ کی رسم عورتوں میں ادا ہوتی
گھر میں عورتوں کا مجمع عظیم رہتا برادری اور دوست
احباب کے عورات موجود رہتے دلہن والے دولھا
کو سلامی کے نام سے سلوک کرتے زر نقد یا شال کا
رومال یا اور کوئی قیمتی شے دیجاتی اور خسر اور خوشدامن
بھی داماد سے معقول سلوک کرتے اور پھر رخصتانہ
عمل میں آتا دولھا دوست احباب اور فوج کثیر کے
ساتھ قیمتی لباس پہنا ہوا گھوڑے پر سوار اپنے گھر
روانہ ہوتا اور گھوڑے کے پیچھے دلہن کا میانہ رہتا
پلنگ نقرئی اور جملہ سامان جہیز جو چند سال پیشتر
سے جمع اور تیار کیا جاتا تھا دلہن کے ساتھ دیا جاتا

دولہا اس شان سے واپس ہوتا ہے کہ گویا اوس نے
ایک ملک فتح کیا ہے اور جو سامان جہیز کا ساتھ رہتا ہے
غالباً دولہا یہ خیال کرتا ہوگا کہ گویا غنیم کے ملک سے
فتحیابی کے بعد ملا ہے راہ میں ہر قسم کے فضولیات عمل
میں آتے اور گھر پہونچنے کے بعد ہر طرف سے دولہا
کو مبارک باد دیجاتی اور فرداً فرداً سب احباب رخصت
ہوتے اگر دولہا معمولی اور متوسط حال کا شخص ہے
اور دلہن کسی مالدار یا امیر کی لڑکی ہے تو دولہا کے
گھر میں جہیز رکھنے کو جگہ تک نہیں ملتی اس لئے وہ کچھ
سامان تو اپنے گھر میں اور کچھ اپنے عزیز و اقارب یا
محلہ دار کے ہاں امانت رکھا تا ہے غرض دلہن گھر داخل
ہونے کے بعد دولہ کے جانب سے مستورات دلہن کا
منہ دیکھ کر رونمائی کے نام سے نقد روپیہ دیتے یا
زیورات پہناتے اور کھانا کھا کر گھر واپس ہوتے
ہیں اوس کی صبح میں دلہن والے بصیغہ راز شب کے

واقعات اور زوجین کے تعلقات دریافت کرکے دلہن کے خرد سال بھائی یا بہن کو کھیر کھچڑی کے ساتھ دھوم دھام سے دولھا کے گھر روانہ کرکے دلہن کو بلاتے ہیں دلہن اون کے ساتھ واپس جاتی اور شب میں چوتھی کی رسم ادا ہوتی ہے میوہ اور سبزی و ترکاری کے کشتیاں و خوان دولھا اپنے ساتھ لیجاتا دلہن اور دولھا کے لوگ باہم کھیلتے اور مارا ماری ہوتی بعض دفعہ اس کا سلسلہ بڑھکر ضرر یا ضرر شدید کے حد تک کارروائی ہوگئی ہے پھر قبل نماز صبح دلہن کو لے کر دولھا اپنے گھر کو واپس آتا رسوم کا سلسلہ اسی پر ختم نہیں ہوتا بلکہ ہر جمعہ کو جمعگی کی رسم ادا ہوتی اور سوا مہینہ تک یہ سلسلہ باقی رہتا اگر دلہن حاملہ ہو جائے تو ساتویں مہینے میں ستواسے کی رسم عمل میں آتی ہے دنیا بھر کے اغذیہ و میوہ دلہن کے لئے آتے ہیں کہ اوسکو کسی قسم کے کھانے کی ہوس باقی نہ رہے۔

اور جب زچگی ہوتی ہے تو اوس کے جملہ اخراجات دلہن
کے ماں باپ کے ذمے ہوتے ہیں متوسط حال شخص
بھی تین چار سو روپیہ کے صرف کرنے میں دریغ نہیں کرتا
جو روپیہ حقیقت میں اولاد کی تعلیم میں صرف کرنا چاہیئے
ایسے اخراجات میں صرف کیا جاتا ہے مگر خدا کا شکر
ہے کہ اب یہ خیالات کم ہوگئے تو رے تو قطعاً بند ہوگئے
سانچق مہندی کے مراسم بھی گھٹ گئے مگر بازگشت
وجلوہ وچوتھی بدستور باقی ہے۔ امرائے نامدار میں
سب سے پہلے عالیجناب نواب فخر الملک بہادر دام اقبالہ
نے قوم کے حال پر رحم فرما کر اس طریقہ کو اوٹھا دیا
اور خود اپنے ہاں سادگی سے شرعی طریقہ پر صاحبزادے
کا عقد فرما کر نظیر قایم کردی جس سے شرعی طور پر بہ ترک
رسوم عقد کرنے اور زیر بار نہ ہونے کا لوگوں میں سلسلہ
جاری ہوگیا اس لئے قوم کو نواب فخر الملک بہادر
دام اقبالہ کا ممنون ہونا چاہیئے اور بہادر ممدوح کی تقلید

کرکے سود دینہ قرضہ برداشت کرنے اور دنیا بھر کی مصیبت
جھیلنے سے اپنے کو بچانا چاہیئے نواب فخر الملک بہادر
نے نواب رئیس یار جنگ بہادر کے عقد کے موقع پر
جو اسپیچ دی ہے اوس کی بجنسہ یہاں نقل کیجاتی ہے
خدا کرے کہ سب امرا اس کی تقلید کریں اور دنیوی
واخروی مواخذہ سے اپنے کو محفوظ رکھیں اگرچہ بعض
نودولت مند یا جدید امرانے بھی اس سے قبل رسوم
ترک کرکے شادی کی ہے لیکن حقیقت میں سادگی یا
شرعی اصول اوسمیں ہرگز نہ تھے بلکہ اون صاحبوں نے
مغلائی طریقہ کو معیوب خیال کرکے انگریزی وضع پر شادی
کی اور مغربی اصول پر تکلف اور اسراف جایز رکھا۔

تقریر نواب فخرالملک بہادر
بعد عقد نکاح نواب رئیس یار جنگ بہادر فرزند خود

میرے معزز کرم فرما حاضرین

آپ حضرات نے اس تقریب نکاح میں براہ مہربانی شرکت کی جو تکلیف گوارا فرمائی اوس کا شکریہ ادا اور اظہار دلی مسرت کے بعد میں چاہتا ہوں کہ حضرات کا تھوڑا سا عزیز وقت بھی لوں بشرطیکہ توجہ سے سماعت فرمائیں۔

اس سیدھی سادی شادی سے (جسمیں آج عقد نکاح ہے اور بعد میں طعام ولیمہ کی تکلیف دیجائے گی اور بالفعل آج بھی بیت المغدورین میں ولیمہ ہو رہا ہے) عجب نہیں کہ عموماً تعجب ہوا ہوگا۔ اسمیں نہ ہلدی ہوئی۔ نہ مہندی نہ سانچق نہ شب گشت نہ مروجہ بازگشت۔ نہ مطلوبہ کی جمعیت ہے نہ ہاتھی نہ اون کے نشان نہ ہوائی ہے نہ مہتاب نہ انار

ہے نہ تاڑا منڈل۔ نہ چمن ہے نہ آرایش۔ نہ باجا ہے نہ نوبت۔ نہ بیانڈ ہے نہ روشن چوکی۔ نہ تاشا ہے نہ مرفا۔ دولہ کے چہرہ پر نہ سہرا ہے نہ ہاتھوں میں کنگن نہ مہندی کا رنگ۔ نہ ارباب نشاط ہیں نہ سریلی صدا۔ اور ایسا ہی اسمیں نہ چوتھی ہوگی نہ جمعگی۔ لیکن اگر کچھ تامل کیا جاے تو معلوم ہوگا (قطع نظر اس امر سے کہ یہ کل رسوم اسلام ہیں نہ مذہبی ہیں نہ قومی بلکہ ہند کا ملکی رواج ہے) ان رسوم کی پابندی نے اپنے پابند اشخاص کو تباہ کردیا۔ اسی کے بدولت قرضۂ کثیر میں مبتلا اور عدالتونکی ڈگریوں سے پریشان۔ قرض خواہونکی خوشامد اور وکلا کی چاپلوسی میں سرگرداں جائدادیں رہن یا بیع ہوگئیں۔ غرض خود تو نقصان مایہ اور شماتت ہمسایہ کے پورے مصداق بنے اور اس قسم کی شادی بجاے خانہ آبادی کے خانہ بربادی ہوئی۔ یہ نتیجہ ہے سادگی اسلام سے منہ موڑنیکا۔ یہ خمیازہ ہے سلف صالحین کے طرز معاشرت کو بھول جانیکا یہ تو تباہ شدہ خاندانوں کا اجمالی فوٹو ہے لیکن جن لوگوں کو

خدا نے دولت وافر دی ہے اگر وہ بجائے ان فضولیات و مہملات کے اسکی نقد رقم یا اوس سے کوئی جائداد خرید کر کے عروس و داماد کو دیدیتے تو کیا اچھا ہوتا مگر پابندی رسوم مروجہ کے دھند میں انھوں نے بھی انجام پر توجہ نہ کی اور اپنے دین و قوم کے قدیم سادہ طرز کو بھول گئے لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب اوس نے ہمارے فراموش کردہ اصول کو یاد دلانیوالا اور اپنے پاکیزہ خیالات کو آئین ہمین دل نشین فرمانیوالا پیدا کر دیا ہے آپ حضرات سمجھ گئے ہونگے وہ کون ہیں۔ اگر نہ سمجھے ہوں تو سنو۔ بگوش دل سنو۔ میں ابھی بیان کئے دیتا ہوں جس سے میری زبان اور سامعین کے کان اور تمام حاضرین کے قلوب برکت اندوز اور مسرت و شادی سے لبریز ہونگے۔ یہ ذات مقدس ہمارے بادشاہ ذیجاہ ظل اللہ فی العالم خداوند نعمت کی ہے حضرت کے اس قلیل زمانہ حکومت اور عہد میمنت سراسر رحمت میں ہر ایک صیغہ کے متعلق جو جو مفید انتظامات ہوئے اور ہو رہے ہیں وہ آفتاب سے زیادہ روشن ہیں

بمجوائے عیاں راچہ بیاں - اونکے تفصیل کی نہ یہاں گنجائش ہے
نہ اوسکی ضرورت ذات ملکی صفات میں خدانے اور ایک عجیب
گراں مایہ جوہر ودیعت فرمایا ہے یعنے سرکاری امور کا انتظام
جیسے بہ آئین بہین مرکوز خاطر قدسی منظاہر ہے اسی طرح عموماً
رعایا وبرایائے ملک کے خانگی انتظام کا بھی بہ خوش اسلوبی
تمام چلنا مرغوب طبع ہمایوں ہے - غرض یہ شادی بھی اوسی
ذات قدسی صفات کے مبارک خیالات ماثرہ کا ایک ادنی
تاثر و پرتو ہے اب میں اپنی اس تقریر کو دعا پر ختم کرتا ہوں
یقین ہے کہ تمام سامعین آمین کہیں گے یا الہ العالمین یا
احکم الحاکمین تو ہمارے بادشاہ عالم پناہ کو جو علم وفضل اور
رحم وکرم اور فراست وعدالت اور رعایا پروری ومردم
شناسی وذہن وذکا - وطبع رسا وغیرہ اوصاف حمیدہ اور اخلاق
پسندیدہ میں اپنے آپ نظیر ہیں اور پولٹیکل امور میں جیسے لاثانی
ہیں عامہ رعایا کے سوشل امور کے اصلاح کے بدل خواہاں ہیں
بحصول مقاصد دارین بکمال صحت وعافیت اور روز افزوں
جاہ واقبال کے ساتھ دیر گاہ سلامت باکرامت رکھ آمین یارب العالمین فقط